دیوبندیوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

دیوبندی آج اسلام کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ اسلام کا سب سے خطرناک فرقہ ہے جو برصغیر سے اٹھا ہے۔ یہ سب سے خطرناک فتنہ اس لیے ہے کہ ان میں اور مسلمانوں میں فرق کرنا عام طور پر بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان کے منہ پر ہر وقت مسلمانوں کے لیے شرک اور بدعت کے کلمے جاری رہتے ہیں۔ جب کہ ان لوگوں کو یہ پتا بھی نہیں کہ شرک اور بدعت کس کو کہتے ہیں۔ صرف لفظ ہی جانتے ہیں معنوں کا پتا نہیں۔ ذرا ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔ ان کے بہت بڑے مفتی رشید احمد گنگوہی کتاب "فتاویٰ رشیدیہ" ناشر: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، کے باب کتاب العقائد کے صفحہ نمبر ۲۱۰ پر لکھتے ہیں کہ

"امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا اس کے خلاف پر قادر ہے۔"

صفحہ نمبر ۲۱۱ پر لکھتے ہیں کہ

"پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے کیوں نہ ہو وهو علی کل شیء قدیر"

کتاب العقائد کے باب میں رشید احمد گنگوہی نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی جھوٹ بولا نہیں ہے نہ بولے گا، جو ایسا بولے وہ کافر ہے۔ لیکن اللہ جھوٹ بول سکتا ہے اسکی قدرت میں شامل ہے۔ یعنی اس نے کوئی عیب نہ کیا ہے نہ کرے گا لیکن وہ ہر عیب کرنے پر قادر ہے۔ اور اسی عقیدے پر دیوبندی آج بھی قائم ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا کہ عیب اس کی قدرت میں شامل ہے، یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے۔ رشید احمد گنگوہی اوپر دیے گئے جملہ میں یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جھوٹ کے امکان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں جھوٹ بولنا داخل ہے یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی بھی کر سکتا ہے، جھوٹ بھی بول سکتا ہے غرض یہ کہ ہر عیب کر سکتا ہے۔ اور اس کفر کی دلیل بناتے ہیں وهو علی کل شیء قدیر. یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہر چیز پر قادر ہے۔ کسی بھی عیب کی جڑ نفس ہوتی ہے۔ دیوبندی اس سوال کا جواب دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ میں نفس ہے۔ کیا شیطان اللہ تعالیٰ کو بہکا سکتا ہے۔ جھوٹ بول سکتا ہے کا مطلب ہے شیطان بہکا سکتا ہے۔ مسلمانوں اور دیوبندیوں میں جھگڑا نور و بشر، نیاز فاتحہ، علم غیب، حیات النبی ﷺ، میلاد النبی ﷺ اور حاضر و ناظر کا نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے بڑوں نے اپنی کتابوں میں جو کفریانہ جملے لکھے ہیں وہی اصل جھگڑا ہے۔ جسے یہ لوگ چھپاتے ہیں اور فروعی باتیں عام لوگوں میں اچھال رکھی ہیں تاکہ لوگ انہیں باتوں میں جھگڑتے رہیں اور اصل معاملے کی طرف توجہ نہ جائے۔ یہ سب کفریات لکھنے کے باوجود دیوبندی ان لوگوں کو نہ صرف مسلمان مانتے ہیں بلکہ اپنا بزرگ اور اپنا سردار مانتے ہیں۔ یہی اصل اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دیوبندیوں کے شر سے بچائے۔

محمد مصباح الحق صدیقی

FORWARD THIS MAIL TO OPEN THE EYES OF MUSLIMS

Darul Ifta

Darul Uloom Deoband - India

دارالافتاء
دارالعلوم دیوبند، انڈیا

United Kingdom of Great Britain **Question: 1886**

امکان کذب کیا ہے؟ کیا اللہ تعالی جھوٹ بول سکتے ہیں؟اور کیا بولتے ہیں؟کیوں کہ ہمارے دیوبندی علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جھوٹ بول سکتے ہیں۔

11 Aug, 2007 **Answer: 1886**

(فتوی: 530/ن = 519/ن)

قدرت علی الکذب مستلزم صدور نہیں، کذبِ باری تعالیٰ ممکن بالذات یا ممتنع بالغیر ہے کذب چونکہ قبیح ہے اس لیے اس کا صدور باری تعالی سے نہ کبھی ہوا ور نہ کبھی ہوگا إن اللہ تعالی منزہ من أن یتصف بصفة الکذب ولیست في کلامہ شائبة الکذب أبدا کما قال اللہ تعالی: وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلاً (المھند علي المفند: ص۵۵)جو شخص ذاتِ باری سے صدورِ کذب کا قائل ہو وہ کافر ہے، لیکن صدور نہ ہونے سے قدرت کا سلب لازم نہیں آتا، اگر قدرت نہ مانی جائے تو عجز لازم آتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کے خلاف ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کذب پر قدرت ضرور ہے کیونکہ اگر قدرت نہ ہو تو وہ صدق پر مجبور ہوگا اور عجز و مجبوری اللہ کی ذات سے بہت بعید ہے۔ غرضیکہ فعل قبیح تو قبیح ہوتا ہے لیکن فعل قبیح پر قدرت قبیح نہیں ہوتی وقوع قبیح ہوتا ہے جو کہ ذاتِ باری سے ممکن نہیں ہے۔ إن أمثال ھذہ الأشیاء مقدور قطعاً لکنہ غیر جائز الوقوع عند أھل السنہ والجماعہ من الأشاعرہ (المھند علی المفند: ص۵۹)

نوٹ: لہٰذا اللہ تعالیٰ کا کذب پر قادر ہونا مذکورہ بالا تفصیل کی بنا پر بلاشبہ صحیح ہے، مگر عام مسلمانوں کو سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے حیرت، تشویش اور فتنہ میں ڈالنے والی ہے اس لیے اس کو عوام کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ عن علي -رضي اللہ عنہ- حدثوا النّاس بما یعرفون أتحبون أن یکذب اللہ ورسولہ (کنز العمال: ۱۰ حدیث نمبر ۲۹۵۱۵)

نوٹ: اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے فتاوی رشیدیہ ص۹۶ پر اس سلسلہ میں مولوی نذیر احمد خاں رامپوری کے اشکالات کا جواب بقلم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی -رحمہ اللہ- ملاحظہ فرمالیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

۲۵ راگست ۱۸۸۹ء کومولوی محمود حسن نے اخبار نظام الملک میں ایک بیان دیا:

''چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی، یہ کلیہ ہے کہ جو مقدوار العبد ہے، مقدور اللہ ہے۔''

بظاہر یہ مختصری بات ہے لیکن اس کا احاطہ اتنا ہی وسیع ہے، جتنا کہ انسانی عیوب کا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے اس بیان پر رد کرتے ہوئے متعدد انسانی عیوب گنوائے کہ تمہارے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب سے متصف ہو سکتا ہے، ان میں سے ایک عیب یہ بیان کیا امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا:

''عورت قادر ہے کہ زنا کرائے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑئیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا، پھر کا ہے پر خدائی کا دم مارتا ہے، اب آپ کے خدا میں فرج بھی ہوئی، ورنہ زنا کا ہے میں کرا سکے گا۔'' (احمد رضا بریلوی، امام: سبحان السبوح (نوری کتب خانہ، لاہور) ص ۳-۱۴۲)

امام احمد رضا بریلوی نے تقدیس الوہیت کے تحفظ کی خاطر مخالفین کو یہ الزام دیا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ جو چیز بندے کی قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت میں بھی ہے'' تو اس سے لازم آئے گا کہ جو برا کام بندہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی کر سکے، صرف یہی نہیں، بلکہ برے کاموں کے لوازم بھی اس کے لیے ثابت کرنے پڑیں گے۔ ذرا غور تو کرو کہ ایک چھوٹی سی بات پر کتنے بڑے بڑے مفاسد لازم آرہے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کی یہ ساری تقریر عظمتِ الٰہی کی حفاظت کے لیے تھی، لیکن مخالفین کو ان کی یہ ادا بھی پسند نہیں آئی اور اس طرح اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کیا:

''وہ تمام اخلاقی حدود سے تجاوز کر گئے، یہاں تک جرأت کی کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے اوصاف سے موصوف کیا کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے موصوف نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ وہ دیوبندیوں کا خدا ہے۔'' (ظہیر: البریلویہ ص ۴۷)

قارئین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ کیا امام احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کو ناشائستہ اوصاف سے موصوف کیا ہے؟ ہرگز نہیں، وہ تو ان لوگوں پر گرفت فرما رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ جو برا کام بندہ کر سکتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے اور انہیں متنبہ کر رہے ہیں کہ تمہارے اس قول پر کیا کیا قباحتیں لازم آئیں گی۔ امام احمد رضا بریلوی کی عبارت پر نکتہ چینی کا مطلب یہ ہوا کہ عظمت الٰہی کو داغدار کرنے والے سچے ہیں اور مجرم ہیں، تو امام احمد رضا، جو تقدیسِ الوہیت کے پاسبان ہیں۔

فاروقی عفا اللہ عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیۃ الاسلام آنکہ آپکا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچاوے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

جواب اول ۔ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنے آپنے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح ۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا ۔ وان اللہ لا یخلف المیعاد ۔ وغیرہما آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے ۔ رہا خلاف علماء کا جو دربارہ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے ۔ جسکو مصنف براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں بلکہ صورت کذب ہے اسکی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اُسکے خلاف پر بھی قادر ہے اگرچہ وقوع اُسکا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اُسکو استحالہ لاحق ہوا ہو چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں ۔ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام صوفیہ کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپنے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہوگئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اسکی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناء زمان قاصر ہیں آیات واحادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن وحدیث کی لکھی جاتی ہے ۔ ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے ۔ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا الآیۃ اور دوسری جگہ فرمایا ۔ وما کان اللہ لیعذبہم

---

۱ کیونکہ فساق مومنین کیلئے مثلاً جو کچھ وعید وتہدید آیات واحادیث میں فرمائی گئی ہیں وہ عموماً باعتبار استحقاق عذاب ہیں بعض حال بلا تخصیص مقرر فرمائے گئے ہیں مگر اسکی ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہم جس سے جسکو چاہیں بلا تعذیب بخشدیں پس اس وعید کا خلاف کذب نہیں چنانچہ بعض اہل معاصی مومنین کا بلا تعذیب جنت میں جانا اور خدا تعالیٰ کا اُنکو محض اپنی رحمت سے بخشدینا احادیث میں صحیح ہے البتہ کفار کیلئے دوزخ میں جانا وعید قطعی ہے اُسکا خلاف کذب ہے اسلئے کفار جنت میں نہ جاوینگے مگر کفار کا جنت میں داخل کرنا قدرۃ خداوندی میں داخل ہے یہی معنی امکان کذب کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے پر وقوع اُسکا نہ ہوگا۔ ۱۲

۲ جیسے رسول خدا خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل اصل میں ممکن ہے یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے کہ آپ کا مثل پیدا کردے کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مثل الممکن ممکن جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ممکن ہیں واجب نہیں مخلوق ہیں خالق نہیں تو آپ کا نظیر بھی ممکن افعیینا بالخلق الاول مگر چونکہ وعدہ الٰہی ہو چکا کہ کمالات نبوۃ ورسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اسلئے وقوع نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محال ہو گیا ہے یعنی محال بالغیر علیٰ ہذا زید مثلاً جسکی تقدیر میں عالم ہونا لکھا گیا اُسکا جاہل ہونا بالذات ممکن یعنی خدا تعالیٰ کی قدرۃ میں داخل ہے چونکہ خدا تعالیٰ کا لکھا ہوا بدلتا نہیں اسلئے زید کا جاہل ہونا محال بالغیر ہوگی اسیطرح غیر متناہی مثالیں اسکی موجود ہیں ۱۲

۳ معترض کے شبہات کی بنا وقوع کذب پر تھی کیونکہ قرآن شریف میں مثلاً احتمال کذب اُسیوقت ہے کہ کذب کے وقوع کا کوئی قائل ہو ہرگاہ وقوع کذب باری تعالیٰ محال گویا استحالہ کسی وجہ سے ہو احتمال کذب کلام اللہ بھی غلط اور نیز واضح ہو کہ ہرگاہ جناب حاجی صاحب سلمہ نے جمیع محققین اہل اسلام وصوفیہ کرام کا مذہب امکان کذب یعنی دخول تحت القدرۃ تحریر فرمایا تو اب منکرین اپنا انجام سوچیں کہ وے کس گروہ میں داخل ہیں ۱۲

۴ مگر جب دیکھا کہ اس زمانہ کے معقولی مغالطات کے بھروسہ قدرۃ خداوندی کی نفی کرنے لگے اور اہل حق کی تکفیر وتضلیل پر آمادہ ہوئے تو بضرورت اظہار اس مسئلہ کا کرنا پڑا ۱۲ منہ

۵ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے تمہارے اوپر عذاب بھیجنے پر اور آیت ثانیہ کا حاصل یہ ہے کہ بہ برکت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بدولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں عذاب نہ آویگا پس اس وعدہ کی وجہ سے دنیا میں عذاب بیشک آیگا مگر آیت اولے سے اُسکا قدرت الٰہی میں داخل ہونا معلوم ہوا وہو المدعی ۱۲ منہ

عقیدہ(۱۳): جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اُس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو؛ کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے، اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہو سکتا، تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا، تو مُحال نہ رہا، اور اس کو مُحال نہ ماننا وَحدانیت کا انکار ہے، یونہی فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی، اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے (۲)

"المعتقد المنتقد"، وأمّا ما يجوز في حقه تعالى، ص۹۲۔

عقیدہ(۱۴): ہر مقدور کے لیے ضروری نہیں کہ موجود ہو جائے، البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو (۳)

"المسامرة"، ختم المصنّف كتابه... إلخ، ص۳۹۳۔

عقیدہ(۱۵): وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے، اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں، اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنیٰ کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے۔ اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے؛ کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! قصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں (۴)

"المسامرة"، ختم المصنّف كتابه... إلخ، ن ۳۹۱/۳۹۲۔ "المعتقد المنتقد"، ومنه: أنّه قدير، ص۲۷/۳۲.

سبحٰنہ وتعالیٰ عمّا یقولون علوًّا کبیرًا

بحمد اللہ الکریم النعام دریں ایام سعادت التیام رسالۂ نادرہ مجالہ نافعہ
مشتملہ دلائل عموم قدرت باریتعالے لعز اسمہ المسمٰی بہ

الجهدُ المقل في تنزيه المعزّ والمذلّ

تالیف منیف و تصنیف شریف علامۂ زمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب
مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

باہتمام العبد المبلو بالبلوی محمد المدعو بہ ...
قد طبع فی المطبع البلالی الواقع ساڈھورہ
ضلع انبالہ

قیمت فی جلد چار آنے (۴/)

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہین کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہین تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفة کہا جائیگا وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفة ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ مین فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ ہین سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتین ہمارے مفید مدعا عبارت مذکورہ سے اور معلوم ہوگئین اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ مین داخل ہے تبیح وہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہو منار علی اصلہم و ستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونون باتین یاد رکھنے کے قابل ہین۔

مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القبایح مین زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنتہ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دویم مسلمات مین سے ہے سب جانتے ہین کہ ذات تعالی شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہین آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہین کیونکہ خرابی ہے تو اون کے صدور مین ہے نفس مقدوریتہ مین اصلا کوئی خرابی لازم نہین آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرة ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے مین عموم قدرة علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت مین سے ہے باطل ہوجائیگا کتب عقاید مین قدرتہ تعالی یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور۔ موجود ہے ادہر امکان کو مصحح مقدوریتہ کہنا سب کا قول ہے پہر صورت مقدوریتہ قبایح مین سوا ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی مین سے کسی کا تحقق لازم نہین آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالی شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہین البتہ جو امور ایسے ہون کہ اونکے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبہی نوبت نہین آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبایح تحت القدرة داخل ہوکر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہین یہ ہرگز نہین کہ امور

امتناع ذاتی کا دعوی کیا جائے بلکہ امرین مذکورین احقر مین سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت
فرمانا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر محقق ہونا چاہئے کہ در صورت کذب کلام لفظی انفکاک ذات یا لوازم ذات
عن ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہوجائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ سے
فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالنظر الی القدرۃ ممتنع التحقق ہے کسی دوسری صفت مثل حکمت وعدل وغیرہ
کی وجہ سے ممتنع نہین اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ در صورت کذب کلام لفظی ذات باریتعالی
مین کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ مین یا صفات اضافیہ فعلیہ مین جب تلک اس امر کی
تعیین نہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہو سکیگا کیونکہ حسب
معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص
اول ممتنع بالذات ہے تو نقص ثانی ممتنع بالغیر اسکے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے ممتنع ہونے
کی وجہ سے کلام لفظی کا امتناع ثابت کرین تو یہ بھی بیان فرماوین کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی مین سے
کون سے معنی مراد ہین اور اون معنی مین امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالغیر انشاء اللہ یہ جملہ امور ملحوظ رکھے
تو جملہ استدلالات واعتراضات فریق ثانی کا ابطال ولغویۃ ثابت ہوجائیگی عقلیہ ہون یا نقلیہ کما سیاتی
مفصلا ماقی یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع کو مقدور باری فرماتے ہین
اونکا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور ادراک عدم مطابقۃ قضیہ غیر واقعی کا عقد و اصدار قدرت
باری جل سلطانہ مین داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہین کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر غیر واقعی کو واقعی سمجھکر جس کو
بعینہ جہل کہئے قضیہ غیر واقعی کا عقد و تنزیل مقدور باری ہے وبینہما بون بعید کما لا یخفی علی من کان لہ
قلب او القی السمع وہو شہید یعنی مثلا حالت قعود زید مین جناب باری کو اوسکے قعود کا علم تام ضروری
ہے اور قضیہ زید قایم کے خلاف واقع ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے بالقصد والاختیار
جملہ زید قایم کا منعقد فرمانا اور لباس حروف والفاظ عطا کرکے ملایکہ وعباد پر نازل کر دینا ایزد متعال کی قدرت
قدیمہ مین داخل ہے یہ نہین کہ حالت قعود زید مین بسبب عدم علم و غلطی انکشاف اوسکو قایم سمجھکر جملہ
زید قایم فرمادینا ممکن ہے جسکو صریح کذب فی العلم یعنی جہل کہنا چاہئے اسکی امتناع ذاتی مین کسکو کلام ہے
خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم
ہرگز نہین۔

"یک روزہ" صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی

"الجہد المقل" صفحہ ۱۴۱، ۱۴۴ مطبوعہ مکتبہ بلالی، ساڈھورہ مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی

جھوٹ اور کذب ایسی برائی ہے جس کے قبیح ہونے پر تمام ملتیں متفق ہیں، اسی لیے اس کو قبیح لذاتہ قرار دیا گیا ہے مگر علماء دیوبند مولوی محمد اسماعیل کی تقلید میں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا القاء کر سکتا ہے۔

اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہیے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔

حالانکہ تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور عیب اور نقص کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے، جبکہ بندہ کے لیے نقص اور عیب محال نہیں۔

تابش قصوری

(الجہد المقل اور یک روزہ کے متعلقہ صفحات کا عکس ملاحظہ ہو)

اقول - اگر قول بہ وقوع مثلِ مذکور تجویزِ کذبِ مسطور ست معاذ اللہ من ذالک

واما قول بامکانِ مثل مذکور پس مستلزم امکانِ کذبِ مسطور نیست ـ علاوہ بریں

قول کہ بہ امکان مثل مذکور بایں وجہ ہم ے تواند شد کہ اصلاً اختیار عدم وقوع او اصلاً واقع

نمے شد وعدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بل بہ عدم اختیار بقرآن مجید راساً از اصل

ممکن نیست داخل تحتِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُل لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ

عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُم بِهِ، ونیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس

قول بامکان وجود مثل اصلاً منتج بہ تکذیب نص از نصوص نگردد وسلب قرآنِ مجید بعد

انزال ممکن ست داخلِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا

إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ـ

قولہ - وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال ـ

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست

پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے

آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرتِ انسانی ازید

از قدرتِ ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت

اکثر افرادِ انسانی ست ـ کذب مذکور لے منافی حکمت او ست پس ممتنع بالغیر ست ـ

لہٰذا عدم کذب را از کمالاتِ حضرتِ حق سبحانہ مے شمارند واورا جل شانہ بآں مدح مے

کند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کند - ونیز ظاہر ست

درود اُس امام رُسل ہادی سبل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم و ہدایت سے ہزندہ دل اپنے مُردگان غمناک کی ۔
ارواح کو فاتحہ و درود سے راحت رسان ہے ۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اما بعد اہل اسلام کو اپنی اس حالتِ نازک پر رونا چاہئے کہ اسلام ایک گُل پژمردہ کی طرح سموم
اختلافات بیجا سے آناً فاناً کملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تند باد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اوٹھا چلا آتا ہے نہ
زبانیں سچی نہ سینے صاف سیکڑوں مفسدی ہزاروں اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہ ہے

وعلم چند جہلا کی تحسین پر اپنے جامہ میں نہیں سماتا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوے کی ہے لہذا خوب روشن ہوگیا اور مثل آفتاب نیمروز کے واضح ہوا کہ مؤلف اُسکا مولوی عبد السمیع رامپوری ہے جو میرٹھ میں بر مکان شیخ الہی بخش مرحوم رہتا ہے کہ اُس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین کی جمع کر کے یہ ملکہ واہیہ بہم پہونچایا اور باوجودیکہ خدمت جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری محدث اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم میں یہ بضاعۃ مزجاۃ علم بے فہم کی حاصل کی تھی اُن کو بھی مع دیگر علماء متقدمین و متاخرین کے نشان سہام طعن و شتم بنایا۔ اسوجہ سے زیادہ تر موجب ملال و تعجب کا ہوا چونکہ جہلاء ضلال اس کتاب پر ناز کرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تار عنکبوت کو حصن حصین تصور کرتا ہے اسکی حقیقت جہل کو کشف کرنا ضرور جانا تاکہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم و فہم کا واضح ہو جاوے اور ہر ناظر پر کیفیت مؤلف کی اور استعداد و لیاقت اس کی ہویدا ہو جاوے ۔ اور اس ردّ انوار ساطعہ کا نام **البراہین القاطعہ علیٰ ظلام الانوار الساطعہ** رکھا گیا اور اس رد میں لفظ مؤلف سے مُراد مولوی عبد السمیع رامپوری ہوویگا اور مجیب سے وہ عالم کہ جسکے جواب پر مؤلف نے بحث شروع کی ہے اور اس جواب میں مقاصد مضامین اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مؤلف کا قمع کیا گیا ہے اور اُسکے الفاظ و عبارت کی اغلاط اور ہفوات و خرافات کا جواب اور سب و طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد و ابطال بسبب خوف طوالت کے ترک کیا گیا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ پس بغور ملاحظہ طلب ہے کہ مؤلف کے جملہ مطالب کو نیست و نابود اور جمیع قبائح و مفاسد کو باختصار تمام معائن و مشہور باذنہ تعالیٰ کر دیا گیا ہے کہ تھوڑی فہم والا بھی اس تالیف و مؤلف کی قدر پر مطلع ہو جاویگا واللہ ولی التوفیق و علیہ الاعتماد و بیدہ ازمۃ التحقیق والتحقیق ۔ **قولہ** ۔ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ الخ **اقول** امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں چنانچہ رد مختار میں ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جود و کرما الخ ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے ہاں حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ کہا تھا جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہی اور عجز قادر مطلق کے مقر ہوے اور ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھیرایا اسپر مؤلف کو افسوس اور عبرت نہوئی پس یہ ماجرا لائق دید ہے کہ تمام

براہین قاطعہ

اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ العلی الاعلی کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات
دافع اوہام و ظلمات محلی بحجج لامعہ موشّی بدلایل نافعہ اعنی

البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف راس الفقہا والمحدثین تاج العلما
الکاملین جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ
حسب فرمائش مولوی محمد یحییٰ صاحب تاجر کتب بینات مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

در مطبع بلالی واقع ساڈھورہ مطبوع شد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' وہ ضرور تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے' اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہو۔ (النساء : ۸۷)

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سلام کا احسن طریقہ سے جواب دینے کا حکم دیا تھا' اس کا تقاضا یہ ہے کہ جو اجنبی شخص تم کو سلام کرے تم اس کو مسلمان جانو' اور یہ نہ سمجھو کہ اس نے جان بچانے کے لیے سلام کیا ہے اور اس کے دل میں کفر ہے کیونکہ باطن کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے' اور جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور باطن میں وہ کافر تھا اس کا حساب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لے گا' اس لیے اس کے بعد قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہو' لہٰذا ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے صدق کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

امتناع کذب کا بیان

اللہ تعالیٰ واجب بالذات ہے اور اس کی تمام صفات قدیم اور واجب بالذات ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا صدق بھی قدیم اور واجب بالذات ہے اور کذب صدق کی نقیض ہے' جب کذب آئے گا تو صدق نہیں رہے گا اور کذب آ نہیں سکتا لہٰذا صدق جا نہیں سکتا' اس لیے اللہ تعالیٰ کا کذب ممتنع بالذات ہے۔

امتناع کذب پر امام رازی کے دلائل

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں :

اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا صدق واجب ہے اور اس کے کلام میں کذب اور خلف محال ہے' ہمارے اصحاب کی دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کاذب ہو تو اس کا کذب قدیم ہو گا اور جب اس کا کذب قدیم ہو گا تو اس کا زوال ممتنع ہو گا' کیونکہ قدیم کا عدم ممتنع ہے' اور جب کذب کا زوال ممتنع ہو گا تو اس کا صدق ممتنع ہو گا' کیونکہ ایک ضد کا وجود دوسری ضد کے وجود سے مانع ہے' اس لیے اگر اللہ کو کاذب مانا جائے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہو گا' لیکن اس کا کذب ممتنع ہے کیونکہ ہم بالبداہت جانتے ہیں کہ جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو وہ اس علم کے مطابق اس چیز کی خبر دے سکتا ہے اور یہی صدق ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ثابت ہو گیا تو اس کا کاذب ہونا ممتنع ہو گیا۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۸۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۳۹۸ھ)

نیز ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ کذب کا امکان صدق کے عدم کے امکان کو مستلزم ہے اور اللہ تعالیٰ کا صدق واجب ہے اور قدیم ہے اس کا عدم اور سلب ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کے کلام میں کذب بھی ممکن نہیں ہے۔

امتناع کذب پر علامہ تفتازانی کے دلائل

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر رازی تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا کلام ازل میں ماضی' حال اور استقبال کے ساتھ متصف نہیں تھا ورنہ لازم آئے گا کہ ازل میں اللہ کا کلام مثلاً قصص فرعون "فرعون نے معصیت کی" کاذب ہو کیونکہ ازل میں فرعون تھا نہ اس نے معصیت کی تھی' اور اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے اولاً" اس لیے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے' ثانیاً" اس لیے کہ معجزہ کی دلالت سے انبیاء علیہم السلام کی خبروں کا صدق تواتر سے ثابت ہے اور ان کا صدق اللہ کے کلام پر موقوف نہیں ہے چہ جائیکہ وہ اللہ کے کلام کے صدق پر موقوف ہو' ثالثاً" اس لیے کہ تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے کیونکہ نقص عجز' جہل یا عبث کو مستلزم ہے' رابعاً" اس لیے کہ اگر ازل میں اللہ تعالیٰ کی خبر کاذب ہو تو ازل میں اس کا صدق ممتنع ہو گا' کیونکہ جس چیز کا قدم ثابت ہو اس کا عدم ممتنع ہوتا ہے' جب ازل میں اللہ تعالیٰ صادق ہے تو ازل میں کذب محال ہو گا۔

(شرح المقاصد ملخصاً ج ۴ ص ۱۵۹-۱۵۸ مطبوعہ ایران)

امتناع کذب پر میر سید شریف کے دلائل

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۲ھ لکھتے ہیں :

ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب کے محال ہونے کی تین دلیلیں ہیں : پہلی دلیل یہ ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے' نیز اگر اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب واقع ہو تو لازم آئے گا کہ بعض اوقات ہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کامل ہوں یعنی جس وقت ہمارا کلام صادق ہو (اور اس کا کلام کاذب ہو) دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کذب سے متصف ہو تو اس کا کذب قدیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ حوادث قائم نہیں ہو سکتے اور جب اس کا کذب قدیم ہو گا تو اس کا صدق سے متصف ہونا محال ہو گا جو کذب کا مقابل ہے ورنہ اس کی صفت کذب کا زوال ممکن ہو گا اور ہم پہلے اس کے زوال کو محال فرض کر چکے ہیں کیونکہ اس کی صفات قدیم ہیں اور جس کا قدم ثابت ہو اس کا عدم ممتنع ہوتا ہے اور لازم باطل ہے یعنی اللہ پر صدق کا ممتنع ہونا باطل ہے کیونکہ ہم بالبداہت جانتے ہیں کہ جس کو کسی چیز کا علم ہو اس کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اس علم کے مطابق خبر دے۔ اور تیسری اور معتمد دلیل جو کلام لفظی اور کلام نفسی دونوں میں کذب کے محال ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنے ہر کلام میں صادق ہیں اور نبی ﷺ کا دین میں صادق ہونا بالبداہت معلوم ہے اور اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے' لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ تواتر سے منقول ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں صادق ہے' جس طرح تواتر سے یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے' اگر اس دلیل پر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کے صادق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق کی اور ان کو صادق فرمایا اب اگر اللہ کا صادق ہونا اور اس پر کذب کا ممتنع ہونا انبیاء علیہم السلام کے قول اور ان کی خبر سے ثابت ہو تو

یہ دور ہو جائے گا' انبیاء کا صادق ہونا اللہ کی خبر پر اور اللہ کا صادق ہونا انبیاء کی خبر پر موقوف ہوا اور یہ کسی شے کا اپنے نفس پر موقوف ہونا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا صدق اللہ کی تصدیق پر موقوف نہیں ہے بلکہ معجزہ کی دلالت پر موقوف ہے' انبیاء علیہم السلام اپنے دعویٰ نبوت پر معجزہ خارق عادت پیش کرتے ہیں جس سے ان کا صدق ثابت ہوتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا صادق اور متکلم ہونا انبیاء علیہم السلام کی خبر پر موقوف ہے' وہ خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ متکلم اور صادق ہے۔ (شرح مواقف ج ۸ ص ۱۰۳-۱۰۱ مطبوعہ ایران)

شرح مواقف کے دلائل پر علامہ میر سید شریف کے اعتراضات

صاحب مواقف نے امتناع کذب پر پہلی دلیل یہ قائم کی کہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے' پھر اس پر یہ اعتراض کیا کہ کلام نفسی میں کذب نقص ہے کلام لفظی میں کذب نقص نہیں ہے' کیونکہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جسم میں کلام کاذب پیدا کر دے' اس کا جواب یہ دیا کہ کلام کاذب کو پیدا کرنا بھی نقص ہے اور وہ اللہ پر محال ہے' ثابت ہوا کہ اللہ کے کلام میں کذب مطلقاً محال ہے' اس پر علامہ میر شریف نے یہ اعتراض کیا کہ اشاعرہ افعال کا حسن اور قبح شرعی مانتے ہیں اور قبح عقلی کے قائل نہیں ہیں اور قبح عقلی اور نقص میں کوئی فرق نہیں ہے اور جب اللہ پر قبح عقلی جائز ہے تو اس پر نقص بھی جائز ہونا چاہئے اور جب اللہ پر نقص جائز ہو گیا تو اس کے کلام میں کذب کا ممتنع ہونا ثابت نہیں ہوا۔

(شرح المواقف ج ۸ ص ۱۰۳ مطبوعہ ایران)

علامہ میر سید شریف کے اعتراضات کے جوابات

ماتریدیہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ فی نفسہ حسن ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے وہ فی نفسہ قبیح ہے مثلاً منعم کا شکر ادا کرنا حسن ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کا حکم نہ بھی دیتا تب بھی فی نفسہ حسن ہی رہتا اور قتل ناحق فی نفسہ قبیح ہے اگر اللہ تعالیٰ اس سے منع نہ بھی فرماتا تب بھی یہ قبیح ہی رہتا' کیونکہ اول الذکر کے حسن اور ثانی الذکر کے قبح کا ادراک کرنے میں عقل مستقل ہے اور یہ معنی ہے ان کے اس قول کا کہ افعال کا حسن اور قبح عقلی ہے' اور اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ حسن اور قبح شرعی ہے یعنی جس کا شارع نے حکم دیا ہے وہ حسن ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ قبیح ہے عقل کا اس میں کوئی دخل نہیں' اگر بالفرض شارع قتل ناحق کا حکم دیتا تو وہ حسن ہوتا اور شکر منعم یا عبادت کرنے سے منع کرتا تو وہ قبیح ہوتی۔ اور اس بحث میں حسن کا معنی ہے جس کام کی وجہ سے انسان دنیا میں مدح کا اور آخرت میں ثواب کا مستحق ہو اور قبح کا معنی ہے جس کام کی وجہ سے انسان دنیا میں مذمت کا اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہو' اس حسن اور قبح کو اشاعرہ کہتے ہیں کہ شرعی ہے عقلی نہیں ہے یعنی عقل اس کے ادراک میں مستقل نہیں ہے مثلاً عقل کیسے جان سکتی ہے کہ تیمم سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے یا موزہ کے اوپر کے حصے پر مسح کرنے سے طہارت ہو جاتی ہے یا سونے اور ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے ان کا حسن اور قبح شرعی ہے اور ماتریدیہ یہ کہتے ہیں کہ افعال کا حسن اور قبح عقلی ہے یعنی عقل' ان کے حسن اور قبح کی ادراک میں مستقل ہے۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کا افعال کے حسن اور قبح کے عقلی ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف اسی معنی میں ہے۔

حسن کا دوسرا معنی ہے صفت کمال جیسے علم اور صدق' قبح کا دوسرا معنی ہے صفت نقصان جیسے جہل اور کذب اس میں ماتریدیہ اور اشاعرہ سمیت تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا حسن اور قبح عقلی ہے اور جب یہ واضح ہو گیا تو مواقف

ہیں جو یہ لکھا ہے کہ کذب نقص ہے اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے پھر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ کذب کا نقص ہونا قبح عقلی ہے اور اس کو اشاعرہ نہیں مانتے یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ اشاعرہ حسن اور قبح کے جس معنی کو شرعی کہتے ہیں اور اس کے عقلی ہونے کی نفی کرتے ہیں وہ اور معنی ہے' وہ یہ ہے کہ جس کام کی وجہ سے انسان دنیا میں مذمت اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہو وہ قبیح ہے اور جس کی وجہ سے دنیا میں تعریف اور آخرت میں ثواب کا مستحق ہو وہ حسن ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کے لیے اس معنی کے لحاظ سے نہ کوئی فعل حسن ہے نہ قبیح' اللہ تعالیٰ کے لحاظ سے حسن وہ فعل ہے جس میں کمال ہو اور قبیح وہ ہے جس میں نقص ہو اور اس معنی کے لحاظ سے حسن اور قبح کا عقلی ہونا اشاعرہ سمیت سب کے نزدیک مسلم ہے اس لیے کذب صفت نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے اور اس دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے' مسلم الثبوت اور اس کی شروحات میں بھی یہی لکھا ہے لیکن ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے اس کو بہت آسان' سہل اور واضح کر کے پیش کیا۔ (شرح مسلم الثبوت للخیر آبادی ص ۸۳- ۵۲ ملخصاً مطبوعہ کوئٹہ' فواتح الرحموت مع المستصفیٰ ج ۱ ص ۳۹-۴۱' ملخصاً مطبوعہ مصر)

صاحب مواقف نے دوسری دلیل یہ قائم کی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کذب سے متصف ہو تو اس کا کذب قدیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ حوادث قائم نہیں ہو سکتے اور جب اس کا کذب قدیم ہو گا تو اس کا صدق سے متصف ہونا محال ہو گا' جو کذب کا مقابل ہے اور اگر کذب قدیم نہ ہو تو اس کا زوال ممکن ہو گا اور ہم پہلے فرض کر چکے ہیں کہ کذب اس کی صفت ہے اور قدیم ہے اور جس کا قدم ثابت ہو اس کا عدم ممتنع ہوتا ہے' پس اگر کذب کو اللہ کی صفت مانا جائے تو اس کا صادق ہونا محال ہو گا اور یہ باطل ہے کیونکہ ہم بداہتہً جانتے ہیں کہ جس کو کسی چیز کا علم ہو وہ اس کے مطابق خبر دے سکتا ہے۔

علامہ سید شریف نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس دلیل سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام نفسی میں کذب محال ہو' کیونکہ قدیم کلام نفسی ہے' رہا کلام لفظی تو وہ مخلوق اور حادث ہے اور کلام لفظی جو صادق ہو وہ ممکن اور حادث ہونے کی وجہ سے زائل بھی ہو سکتا ہے اور کلام لفظی میں صدق کے زوال کا امکان بعینہٖ کذب کا امکان ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ اللہ کا کلام لفظی صادق اور حادث ہے اور حادث کا زوال بھی ممکن ہے لیکن کلام صادق کے زوال سے کلام کاذب کا امکان لازم نہیں آتا' کیونکہ کذب کا معنی ہے ایسی خبر جو واقع کے خلاف ہو اور کلام صادق کے زوال اور عدم کے امکان سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ایسی خبر وجود میں آ جائے جو واقع کے خلاف ہو' خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی صادق کے زوال کا امکان عام ہے اور کلام کاذب کا ثبوت خاص ہے اور عام کا ثبوت خاص کے ثبوت کو مستلزم نہیں ہوتا' عام کی خاص پر دلالت نہ مطابقی ہوتی ہے نہ تضمنی نہ التزامی' اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ کلام صادق لفظی کے زوال کا امکان بعینہٖ کذب کا امکان ہے۔

امتناع کذب پر علامہ میر سید شریف کی تصریحات

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں :

(فرق باطلہ میں سے) مزداریہ نے کہا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے' علامہ میر سید شریف اس کا رد فرماتے ہیں : اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو وہ جھوٹا خدا ہو گا' اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔

(شرح مواقف ج ۸ ص ۳۸۱' مطبوعہ ایران)

امتناع کذب کے متعلق دیگر علماء کی تصریحات اور دلائل

علامہ محمد عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جہل اور کذب دونوں محال ہیں۔

(حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۲۵۷ مع مجموعہ الحواشی البہیہ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ '۱۳۹۷ھ)

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے : اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ صادق نہیں ہو سکتا اور کذب اللہ پر محال ہے کیونکہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے۔

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں : زیادہ صادق ہونے کی نفی کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ کے مساوی بھی نہیں ہو سکتا' اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب "عقلاً" اور "شرعاً" محال ہے کیونکہ جھوٹ یا تو کسی ضرورت کی بناء پر بولا جائے گا یا بلا ضرورت' کسی ضرورت کی بناء پر جھوٹ بولنا اللہ پر اس لیے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے مستغنی ہے اور بلا ضرورت جھوٹ عدم علم کی وجہ سے بولا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے' کوئی چیز اس سے غائب نہیں' یا بلا ضرورت قصداً" جھوٹ بولا جائے گا اور یہ حماقت ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس دلیل سے تو کلام نفسی میں جھوٹ محال ہو گا اور کلام لفظی میں تو جھوٹ ممکن رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق میں ایسی خبر پیدا کر دے جو واقع کے خلاف ہو بایں طور کہ وہ اس مخلوق کا کلام نہ ہو بلکہ اللہ کا کلام ہو اور غیر کی طرف منسوب نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جیسے قرآن کلام لفظی ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی نقص ہے کیونکہ اس سے جہل تو لازم نہیں آتا لیکن اس میں تجہیل ہے اور دوسروں کو جاہل بنانا ہے اور یہ بھی اللہ کے لیے نقص ہے اور نقص اللہ پر عقلاً" محال ہے' علاوہ ازیں یہ محال شرعی بھی ہے۔

زیر تفسیر آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "اور کون ہے جس کی بات اللہ کی بات سے زیادہ سچی ہو۔" اس کا معنی ہے' اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سچا ہے نہ کوئی صدق میں اس کے برابر ہے اور نہ کوئی صدق میں اس سے زیادہ ہے' مخلوق میں سب سے زیادہ سچے انبیاء علیہم السلام ہیں لیکن ان کا صدق واجب بالغیر ہے اور ان کے کلام میں کذب ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے' اگر اللہ کا صدق بھی اسی طرح ہو اس کے کلام میں بھی کذب ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہو تو انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ صدق میں مساوی ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہو' یعنی وہ سب سے زیادہ سچا ہے' جس کا تقاضا ہے کہ اس کا صدق قدیم اور واجب بالذات ہو اور اس کا کذب ممتنع بالذات ہو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممتنع بالذات ہے کیونکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر اور رب تعالیٰ تمام سے زیادہ سچا تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے ورنہ اللہ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہو گا۔

(نور العرفان ص ۱۴۳ 'مطبوعہ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات)

امتناع کذب کے متعلق علماء دیوبند کا عقیدہ

شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ لکھتے ہیں :

آپ نے مسئلہ امکان کذب کو استفسار فرمایا ہے مگر امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو وہ نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علماء امت کا بھی یہی عقیدہ ہے مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز اس کو نہ دیوے گا' اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اس کو اعداء نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا اس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و امتناع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۸۵۔ ۸۴' مطبوعہ قران محل کراچی)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب ممتنع اور محال بالذات ہے اور محال بالذات تحت قدرت نہیں ہوتا' مثلاً اللہ تعالیٰ کا عدم محال بالذات ہے اور یہ تحت قدرت نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا جہل اور کذب بھی محال بالذات ہے اور یہ تحت قدرت نہیں ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل عبارت میں ہے۔

خلف وعید کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے کذب کو مستلزم نہیں ہے

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں :

امام قرافی اور ان کے متبعین نے کہا ہے کہ کافر کی مغفرت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر کی تکذیب کو طلب کرنا ہے اور یہ کفر ہے۔ (الی قولہ) کیا خلف فی الوعید جائز ہے؟ مواقف اور مقاصد کی ظاہر عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اشاعرہ خلف فی الوعید کے قائل ہیں کیونکہ خلف فی الوعید جود اور کرم ہے نقص نہیں ہے' اور علامہ تفتازانی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ خلف فی الوعید جائز نہیں ہے' علامہ نسفی نے کہا ہے کہ یہی صحیح ہے کیونکہ خلف فی الوعید محال ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مایبدل القول لدی اور فرمایا ہے لن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ اور اشبہ بالحق یہ ہے کہ مسلمانوں کے حق میں خلف فی الوعید جائز ہے اور کفار کے حق میں جائز نہیں ہے تاکہ دونوں طرف کے دلائل میں تطبیق ہو جائے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء اس میں یہ تصریح ہے کہ مشرک کی مغفرت نہیں ہوگی' اور مسلمان نے خواہ کبیرہ گناہ کیا ہو اس کی مغفرت ہو جائے گی' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی : ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب' ان آیتوں کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کی مغفرت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب کی جو وعید فرمائی ہے اس کا خلاف محال ہے اور گنہ گار مسلمانوں کے لیے جو عذاب کی وعیدیں ہیں ان کے خلاف ہو جائے گا اور وہ اللہ کا کرم ہے' نیز گنہ گار مسلمانوں کے لیے عذاب کی جو وعیدیں ہیں وہ عدم عفو کے ساتھ مقید ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ شرک کے سوا ہر گناہ کو بخش دے گا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے لیے جو عذاب کی وعید ہے اس کا خلاف محال ہے اور گناہ گار مسلمانوں کے لیے جو عذاب کی وعید ہے اس کا خلاف ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کے حق میں وعید کا یہ معنی ہے کہ اگر تم نے فلاں گناہ کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا بہ شرطیکہ میں نے چاہا یا میں نے تم کو معاف نہ کیا اور اس سے کذب لازم نہیں آتا کیونکہ گناہ گار مسلمانوں کے لیے آیات وعید عدم عفو یا مشیت کے ساتھ مقید ہیں۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۱' ملخصاً و موضحاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۰۷ھ)

شیخ خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ لکھتے ہیں :

امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید جائز ہے یا نہیں؟

(براہین قاطعہ ص ۲' مطبوعہ مطبع بلالی ہند)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اشاعرہ جو خلف وعید کے قائل ہیں وہ گناہ گار مسلمانوں کے حق میں خلف وعید کے قائل ہیں اور عذاب کی آیات کو عدم عفو کے ساتھ مقید کرتے ہیں اور کفار کے حق میں خلف وعید کے قائل نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کذب کے لزوم سے برات کا اظہار کرتے ہیں :

علامہ کمال الدین بن ابی شریف اشعری المذہب متوفی ۹۰۵ھ لکھتے ہیں :

اشعریہ اور ان کے غیر کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہر وہ شے جو بندوں کے حق میں نقص ہو وہ اللہ پر محال ہے اور کذب بندوں کے حق میں وصف نقص ہے سو وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (مسامرہ ج ۱ ص ۱۸۳' مطبوعہ مکران)

اور علامہ بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں :

حق یہ ہے کہ حقیقت سے عدول کرنے کا موجب موجود ہے اور وہ گنہ گار مسلمانوں' نہ کہ مشرکوں کے لیے جواز عفو کا ثبوت ہے اور یہ ثبوت آفتاب نیم روز کی طرح قطعی اور یقینی ہے پس کفار کے غیر (گناہ گار مسلمانوں) کی وعیدوں میں ظاہر سے عدول کرنا ضروری ہے پس یا تو آیات وعید کو عدم عفو کے ساتھ مقید کیا جائے گا' (یعنی اگر اللہ ان کو معاف نہ کرے تو یہ سزا دے گا) یا ان کو انشاء تخویف پر محمول کیا جائے گا (یعنی اللہ تعالیٰ نے گنہ گار مسلمانوں کو عذاب دینے کی خبر نہیں دی بلکہ ان کو عذاب سے ڈرانے کے لیے ایسا فرمایا ہے) رہا وعد تو اس میں حقیقت سے عدول کرنے کا کوئی موجب نہیں تو وہ آیات اپنی حقیقت پر ہیں۔ (فواتح الرحموت مع المستصفیٰ ص ۶۲' مطبوعہ مصر' ۱۳۲۴ھ)